رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸ — إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸

سلسلۂ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا مشہور و معروف اخبار جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا

الحکم

ہفت روزہ — قادیان — دور جدید

چہ گویم باتو گر آئی چہ در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

بیا در بزم مستاں تا ببینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

مدیر اعلیٰ: شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی
مدیر مسئول: شیخ محمود احمد عرفانی مجاہد مصری

قیمت فی پرچہ ۲/

جلد ۴۰ — مؤرخہ ۲۵ صفر ۱۳۵۶ھ مطابق ۷ مئی ۱۹۳۷ء یوم جمعہ — نمبر ۱۴ و ۱۵

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا پہلا پوتا

اللہ تعالیٰ نے خاندان نبوت کو جہاں اپنے فضلوں سے مالامال کیا ہے۔ وہاں اس خاندان کی ترقی اور بزرگی و برتری کے بھی وعدے دے رکھے ہیں۔ جن کو ہم آئے دن اپنی آنکھوں کے سامنے پورا ہوتا ہوا دیکھکر اپنے ایمانوں میں اضافہ کرتے ہیں۔ پس ہر ایک نئی آنیوالی روح جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کا ایک جدید نشان بن کر آتی ہے وہاں مومنوں کے لئے ایک نئے ایمان کا سامان پیدا کرتی ہے۔ پس چونکہ خاندانِ نبوت میں پیدا ہونیوالا ہر بچہ روحانی اور قومی خوشی کا سامان لے کر آتا ہے۔ اس لئے قوم ایسے ایمان پرور اور روحانیت افزا تقاریب کو دیکھنے کیلئے بیتاب رہتی ہے۔ ایسی تقریبوں میں سے ایک تقریب ۱۷ اپریل ۱۹۳۷ء کو خدا تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے پیدا کی۔ کہ:-

حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب مولوی فاضل۔ بی۔ اے کے ہاں بروز ہفتہ ۲ بجے دوپہر فرزند ارجمند کی ولادت ہوئی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

اس خبر نے ساکنین قادیان کے دل مسرت و انبساط سے بھر دیئے۔ اور ہر جگہ سے خوشی کی لہریں اٹھتی ہوئی نظر آنے لگیں۔

مولود مسعود کی پیدائش کی اس لئے بھی بڑی خوشی ہے کہ وہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا پہلا پوتا ہے۔ ہم اس مبارک تقریب پر اپنے اور قارئین الحکم کی طرف سے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے حضور ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں۔

اور پھر حضرت ام المومنین مدظلہ العالی کی جو اپنے برکات کے لحاظ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات مبارک کا ایک حصہ ہیں۔ خدمت عالیہ میں مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اور بڑی خوشی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو پہلا پڑپوتا بھی دکھایا۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انکو اپنے سارے پوتے اور پوتیوں کی اولاد دکھائے۔ اور ایک لمبی مدت تک ان کا سایہ عاطفت خاندانِ نبوت اور قوم کے سر پر رہے۔ اس لئے کہ اس مقدس اور بابرکت وجود کے ساتھ بہت برکات وابستہ ہیں۔

اسی سلسلہ میں ہم خاندانِ نبوت کے تمام بزرگوں اور ممبروں کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتے ہیں اور پھر حضرت نواب محمد علی خانصاحب آف مالیر کوٹلہ اور ان کے خاندان کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نواب صاحب کو دین اور دنیا کی عزتوں سے مالامال کیا۔ اور خاندان نبوت سے ملا کر اپنے قرب کی عطر سے ممسوح کیا اور مبارک ٹھہرایا۔ اس تقریب پر دونوں خاندانوں میں بڑی خوشی منائی گئی۔ صدقہ و خیرات کثرت سے کیا گیا۔ بچہ کی ولادت پر قادیان کے معززین و ہندوؤں کا ایک وفد حضرت کے ہاں باریاب ہوا۔ اور مبارکباد پیش کی۔ بچہ کا نام "انس احمد" رکھا گیا۔ اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو اپنے مقدس دادا اور مقدس پردادا کے روحانی فیوض کا وارث بنائے۔ اور لمبی عمر عطا فرمائے۔ الحکم میری بیماری کی وجہ سے دیر سے شائع ہو رہا ہے۔ مگر پھر بھی اپنا فرض سمجھتا ہے کہ اس تبریک کے فرض کو ادا کرے۔ ہماری دعا ہے الٰہی۔ یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی ؂

اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی پرنٹر و پبلشر چھپ کر دفتر اخبار الحکم واقع ترابہ منزل قادیان سے شائع ہوا

یہ نظم جناب راجہ محمد اسلم صاحب بی اے نے جناب مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری کی خواہش پر ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کے اس جلسہ کے لئے لکھی تھی۔ جو حال ہی میں ریتی چھلہ میں منعقد ہوا تھا۔ مگر بعض ضروری کاموں کی وجہ سے راجہ صاحب کو لاہور جانا پڑا۔ اور اس جلسہ میں وہ یہ نظم نہ سنا سکے۔ اب انہوں نے یہ نظم برائے اشاعت الحکم کو بھیجی ہے۔

وفورِ درد سے چلتی نہیں زباں میری۔ شکستہ دل ہوں شکستہ ہے داستاں میری۔ کبھی تو سُن لیں جماعت کے نوجواں میری۔ کہ رنج و غم میں ہے ڈوبی ہوئی فغاں میری
خیال پہلو میں سو کروٹیں بدلتا ہے ⁖ قلم بھی سینۂ کاغذ پہ رُک کے چلتا ہے

شمیمِ خلد چمن میں خرام سے آئی۔ نسیمِ صبح بڑی دھوم دھام سے آئی۔ صدا سرور کی ہر خاص و عام سے آئی۔ شرابِ کہنہ بڑے اہتمام سے آئی
پیامِ امن کا دارالامان سے آیا ⁖ مکینِ خلدِ بریں آسمان سے آیا۔

یہ قادیان مسیحِ زماں کی بستی ہے۔ جو آج چشمۂ توحید و حق پرستی ہے۔ مئے یقیں جسے خلقِ خدا ترستی ہے۔ زہے نصیب! وہ اس میکدہ میں سستی ہے
جو تشنہ لب ہیں وہ بھر بھر کے جام پیتے ہیں ⁖ مریضِ عشقِ نبیؐ کے طفیل جیتے ہیں

جہاں سے نخلِ ضلالت اکھاڑنے والو! خدا کے جھنڈے کو عالم میں گاڑنے والو! عدو کو پاؤں کے نیچے لتاڑنے والو! مثالِ شیر نیستاں دہاڑنے والو!
تمہارے رُعب سے اشرار تھرتھراتے ہیں ⁖ فریب کے در و دیوار تھرتھراتے ہیں۔

ہزاروں حاملِ دینِ متین تم میں ہیں۔ بلند مرتبہ اہلِ یقیں تم میں ہیں۔ صحابہؓ تم میں ہیں اور تابعین تم میں ہیں۔ گر اوّلین نہیں آخرین تم میں ہیں
حقیقت اپنی بھی کچھ آشکار ہے تم پر؟ ⁖ حیاتِ قوم کا دار و مدار ہے تم پر۔

شرابِ معرفتِ تام کا سبو تم ہو۔ رگِ حمیتِ اسلام کا لہو تم ہو۔ گلِ صداقتِ مسلم کی رنگ و بو تم ہو۔ جمال و حسنِ محمدؐ کی آبرو تم ہو
تمہارے دم سے ہے لذت بہار میں اب تک ⁖ ہے لطف گردشِ لیل و نہار میں اب تک

تمہیں مسیحؑ کا زندہ خدا مبارک ہو۔ محمدؐ عربی مصطفےٰ مبارک ہو۔ نشانِ دائمی قرآن کا مبارک ہو۔ امام حضرت محمود سا مبارک ہو
پلاؤ ساغرِ عرفانِ حق کے پیاسوں کو ⁖ بڑھاؤ دولتِ تقویٰ میں حق شناسوں کو

چلو امام کے احکام پر اشاروں پر۔ متاعِ عمر لٹا دو خدا کے پیاروں پر۔ اگر ہو حکم تو کٹ جاؤ تیز آروں پر۔ کہ تا نگاہِ کرم ہو گناہگاروں پر
مثیلِ حضرت عبداللطیف ہوں پیدا ⁖ کچھ ان سے بڑھ کے بھی جوہر لطیف ہوں پیدا

اُٹھو اُٹھو کہ یہی ہے وقت کام کرنے کا۔ نہیں یہ وقت گھروں میں قیام کرنیکا۔ یہ وقت ہے غمِ ملت کو عام کرنے کا۔ بلند دنیا میں احمدؑ کا نام کرنے کا۔
صدائے صدق کو سارے جہاں میں پھیلاؤ ⁖ نئی زمین میں نئے آسماں میں پھیلاؤ

یہ عہد کر لو کہ دنیا کو ہم ہلا دیں گے۔ دلوں پہ سکۂ عشق و وفا جما دیں گے۔ نفاق کے خس و خاشاک کو جلا دیں گے۔ بگڑ چکا ہے جو نقشہ اُسے بنا دیں گے
مثالِ شدتِ طوفان بڑھتے جائیں گے ⁖ لڑیں گے لشکرِ باطل پہ چڑھتے جائیں گے

مٹا دو تختۂ عالم سے مغربیت کو۔ دکھاؤ چہرۂ تہذیب بربریت کو۔ ہر ایک رنگ میں قائم کرو صداقت کو۔ بدل دو نورِ قمر سے وفورِ ظلمت کو
بناؤ روحوں کو شمعِ ہدیٰ کا پروانہ ⁖ دلوں کو احمدِ خالق نما کا دیوانہ

خدا کا نور چھڑک دو ہر ایک مسکن میں۔ طرابلس میں ابی سینیا میں ڈربن میں۔ الاسکا میں برازیل میں مشی گن میں۔ گرین لینڈ میں انڈیز میں سویڈن میں
شریفِ آسا سراپا نیاز بن جاؤ ⁖ یا لوڈاپسٹ میں جا کر ایاز بن جاؤ

شرح درثمین فارسی

از جناب قریشی محمد صادق صاحب شبنم بی۔ اے (سرحدی)

گذشتہ سے پیوستہ

حُسنِ رویش بہ زماہ و آفتاب
خاکِ کوئیش بہ ز مشک و عنبرے

آپ کے چہرے کا حُسن چاند اور سورج سے بہتر تھا۔ اور آپ کے کوچہ کی مٹی مشک اور عنبر سے بہتر تھی۔

چاند اور سورج کی روشنی مادی دنیا پر پڑتی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کے نور سے روحانی دنیا روشن ہے۔ اسی طرح مشک و عنبر کی خوشبو عارضی ہوتی ہے لیکن جو انسان ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوچہ میں گیا۔ اور اس کوچہ کی مٹی کی خوشبو سے اُس کا دماغ معطر ہوا۔ وہ ابد تک اس خوشبو کا دلدادہ رہے گا ؎

صَلِّ علیٰ محمدٍ صلِّ علیٰ نبیّنا

آفتاب و مہ چہ سے مانند بدو
در دلش از نورِ حق صد نیّرے

سورج اور چاند آپ جیسے کس طرح ہو سکتے ہیں۔ آپ کے دل میں تو خدا تعالےٰ کے نور کی وجہ سے سینکڑوں سورج مکیں ہیں۔

یک نظر بہتر ز عمرِ جاوداں
گر فتد کس را براں خوش پیکرے

اگر کوئی اس خوبصورت وجود والے کو ایک نظر دیکھے تو یہ اُس کے لئے ہمیشہ کی زندگی سے زیادہ مفید ہوگا۔

یہاں ایک نظر دیکھنے سے مراد آپ کے مقام کو پہچان لینا ہے۔ یعنی اگر کوئی آپ کی صداقت کو دیکھ کر اس کا قائل ہوگیا۔ تو یہ اُس کے لئے اس مادی دنیا میں ہمیشہ رہنے کی نسبت زیادہ اچھا ہوگا۔ کیونکہ مادی دنیا کی زندگی آخر کسی دن ختم ہو ہی جائے گی۔ لیکن آخرت کی زندگی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے وابستہ ہے کبھی ختم نہ ہوگی۔

وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ (الآیۃ)

منکہ از حسنش ہمیدارم خبر
جاں فشانم گر دہد دل دیگرے

مجھے چونکہ آپ کے حُسن کا علم ہے۔ اس لئے اگر آپ کا اور کوئی عاشق آپ کو صرف اپنا دل دیتا ہے۔ تو میں اُس کے مقابلہ میں آپ پر اپنی جان قربان کرتا ہوں۔

یہ حقیقت ہے کہ جس قدر کسی کو اپنے محبوب کے حسن کا علم ہوگا۔ اُسی نسبت سے اُس کی محبت میں ترقی ہوگی۔ بعض لوگ محبوب کی تعریف سُن کر یا سرسری طور پر محبوب کو دیکھ کر دعوےٰ کر دیتے ہیں کہ ہم نے فلاں محبوب کو اپنا دل دے دیا ہے۔ یعنی ہمیں فلاں محبوب سے محبت ہوگئی ہے۔ اور جب قربانی کا وقت آتا ہے۔ تو وہ چونکہ سطحی عاشق ہوتے ہیں۔ محبت کا جذبہ ان میں موجود نہیں ہوتا۔ اس لئے وہ قربانی کرنے سے دریغ کرتے ہیں۔ لیکن جس کو اپنے محبوب کی خوبیوں اور حسن کے متعلق معرفت حاصل ہو۔ اور وہ دل میں فیصلہ کئے بیٹھا ہو کہ مجھے یہ محبوب ہر ایک چیز سے زیادہ عزیز ہے۔ تو قربانی کے وقت وہ اپنی ہر عزیز چیز کو معشوق کے لئے قربان کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔

حضرت اقدس کے شعر کا مطلب بھی یہی ہے۔ کہ اگر کسی کو آنحضرتؐ کی محبت کا دعوےٰ ہے تو امتحان کے وقت اس کی صداقت معلوم ہو جاوے گی۔ جہاں دنیا میں عزیز سے عزیز چیز یعنی جان دینے کا وقت ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ میں آپ پر اپنی جان قربان کرنے کے لئے تیار ہوں۔ دوسروں کو محبت کا صرف دعویٰ ہی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کلام خدا اور اس کے رسول کی محبت میں ڈوبا ہوا ہے۔ حضرت اقدس علیہ السلام کی ساری زندگی اس محبت کو نباہنے کے لئے وقف تھی۔ میں تفصیلات میں نہیں پڑنا چاہتا۔ کیونکہ ایک شعر کی تشریح میں صفحے کے صفحے لکھ ڈالنا قرینِ مصلحت نہیں۔ اور نہ ہی چند صفحوں میں اس مضمون کو دہرایا جا سکتا ہے۔ حضرت اقدسؑ کے کارنامے روزِ روشن کی طرح ظاہر ہیں۔ اور آپ کے فارسی کلام کی تشریح انشاءاللہ آئندہ صفحات میں خود بخود ناظرین کے سامنے آئے گی۔ اس لئے اس وسیع مضمون کو یہاں چھیڑنے کی ضرورت نہیں۔

یادِ آں صورت مرا از خود بَرد
ہر زماں مستم کنند از ساغرے

اس صورت کی یاد مجھے بے خود کرتی ہے۔ اور ہر وقت مجھے محبت کا جام پلا کر مست کرتی ہے۔

محبوب کی یاد میں ایک سرور ہوتا ہے جس کو صوفیائے کرام شراب کے نشہ سے تشبیہ دیتے ہیں۔ کیونکہ دونوں حالتوں میں انسان پر ایک کیفیت طاری ہو جاتی ہے جو اس کو بے خود کر دیتی ہے۔ اس قسم کے استعارات کا مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ تا جو اس کوچہ سے بے خبر ہیں ان کو بھی اس کیف کی خفیف سی جھلک نظر آئے۔ ورنہ وہاں تو یہ حال ہوتا ہے کہ بقول غالب ؎

ہم وہاں ہیں جہاں سے ہم کو بھی
کچھ ہماری خبر نہیں آتی۔

مے پریدم سوئے کوئے او مدام
من اگر مید اشتم بال و پرے

اگر میرے بازو اور پر ہوتے تو میں اُس کے کوچہ کی طرف ہمیشہ اُڑ کے جاتا۔

اس شعر میں دل کی بیتابی کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ مشہور ہے کہ ؏

ذکرِ حبیب کم نہیں وصلِ حبیب سے

حبیب کا ذکر کرتے کرتے باہمی صحبت کا احساس ہونے لگتا ہے۔ لیکن جب اپنے ارد گرد مادی دنیا کے اثرات نظر آتے ہیں۔ تو بے اختیار جی چاہتا ہے کہ یہاں سے اُڑ کر حبیب کے پاس پہنچ جاؤں مگر وائے حسرت لاچاری ہے۔ کس طرح اُڑ کر جایا جائے ناممکن ہے ؎

پروانہ ہوں چراغ سے دور اور شکستہ پر
بلبل ہوں صحنِ باغ سے دور اور شکستہ پر
(ذوق)

لالہ و ریحاں چہ کار آید مرا۔
من سرے دارم بآں رو و سرے

لالہ اور ریحان میرے کس کام آئیں گے۔ مجھے تو اس چہرے اور اس سر کا سودا ہوگیا ہے۔

لالہ کے مقابل پر چہرہ۔ اور ریحان کے مقابل پر سر لایا گیا ہے۔ لالہ خوش رنگ ہے اور ریحان خوشبودار ریحان نازبو کو بھی کہتے ہیں۔ جس کا پھول سر کے بالوں کی طرح سیاہ رنگ کا ہوتا ہے۔ اور عموماً اسی معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ اس لئے سر کے بالوں کے لئے بطور استعارہ لایا جاتا ہے۔ یہ تشبیہ شاعرانہ نقطہ نگاہ سے بہت اعلیٰ ہے۔ اور حقیقت کے لحاظ سے بے نظیر۔ اقبال کا ایک شعر ہے ؎

یہ جنت مبارک رہے زاہدوں کو
کہ میں آپ کا سامنا چاہتا ہوں۔

مصر جدید

(۱)

یہ وہ لیکچر ہے جو خاکسار شیخ محمود احمد عرفانی نے جامعہ احمدیہ کے طلبا کے لئے لکھا۔ اور ۲۱ اپریل کو جامعہ میں پڑھ کر سنایا گیا۔

مصر جدید سے میری مراد اس شہر سے نہیں جس کی بنا قاہرہ کے قریب ہی تھوڑا عرصہ ہوا پڑی تھی اور جسے لوگ ہیلوپولیس کے نام سے بھی یاد کرتے ہیں بلکہ اس نہضہ سے مراد ہے۔ جس نے مصریوں میں ایک جدید زندگی کی روح پیدا کر دی۔ اور جس نے ان میں عملی روح پھونک کر انہیں جمود و خمود کی تاریک وادیوں سے نکال کر میدان عمل میں لا کر کھڑا کر دیا۔ اور نہ صرف کھڑا ہی کر دیا بلکہ قربانیوں کی دنیا میں ایک قابل قدر وجود بنا دیا۔ قبل اس کے کہ میں مصریوں کے اس جدید دور حیات کا ذکر کروں۔ اور ساتھ ہی ان ادوار حیات کو پیش کروں جن سے گزر کر انہوں نے اپنے آپ کو موجودہ عزت کے مقام پر کھڑا کیا ہے۔ میں چند تاریخی واقعات کا اختصار سے تذکرہ کرنا پسند کرتا ہوں تاکہ آپ کو سیاق و سباق کا پتہ لگ سکے۔

خلافت راشدہ

۲۰ھ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں حضرت عمرو بن العاص نے مصر کو فتح کیا اور اسلامی حکومت کا اس وقت جھنڈا وادی فراعنہ پر لہرا دیا۔ اور اسلامی حکومت کی بنیاد رکھ دی۔ قدیم مصری جو آج قبطیون کے نام سے مشہور ہیں۔ اور جنہیں گزشتہ تاریخیں اور وثیقے فرعونیوں کے نام سے بھی یاد کرتے ہیں۔ ایسی عجیب قوم تھی کہ جنہوں نے اسلام سے قبل کے فاتحین کے تمدن کو ان کی زبان کو۔ ان کے رسم و رواج کو کبھی قبول نہ کیا تھا۔ بلکہ فاتحین کو اپنے مفتوحین کے سامنے ہمیشہ سر جھکانا پڑتا رہا۔ اور مفتوحوں کے تمدن اور طرز زندگی کو اپنا شعار بنانا پڑتا رہا۔ چنانچہ جو تمدن فراعنہ نے قائم کیا تھا۔ اس کی جھلک تاریخوں کے مطالعہ سے ہمیں ہرقل کے زمانہ تک بدستور نظر آتی ہے۔ حتیٰ کہ رومانی اور یونانی تمدن باوجود اپنے پورے عروج کے مصر میں آکر مصری تمدن کے سامنے دبتا ہوا نظر آتا ہے۔ لیکن صرف اور صرف ایک مسلمانوں کا ہی ایسا تمدن تھا جس نے تمام گزشتہ تمدنوں کو اپنے پاؤں تلے روند کر ایک ایسے تمدن کی بنیاد رکھی جو اس دن سے لے کر آج تک مٹایا نہ جا سکا۔ نہ صرف یہی بلکہ اس اسلامی تمدن نے گزشتہ تمدنوں کو نہ صرف نگل ہی لیا بلکہ ان کے کسی اثر کو باقی نہ رہنے دیا۔ حتیٰ کہ ان کی زبان تبدیل کر کے عربی زبان بنا دی۔ ان کا لٹریچر تبدیل کر کے عربی زبان میں تبدیل کر دیا۔ ان کا لباس۔ ان کی غذائیں۔ ان کے طرز تعمیر بود و ماند سب کچھ بدل کر ایسا کر دیا۔ گویا کہ وہ ایک بالکل نئی قوم تھے۔ ایسے مضبوط ہاتھوں سے خلافت راشدہ کے زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے چند سال بعد ہی مصر جیسے دور دراز ملک میں اسلامی سلطنت کی بنیاد ڈالی گئی۔ خلافت راشدہ کے بعد اموی حکومت کا دور آیا۔ اور اس کے بعد عباسی۔ عباسی دور حکومت میں مصر میں یکے بعد دیگرے دو قسم کی حکومتوں نے حکمرانی کی۔ طولونی حکومت اور پھر اخشیدی حکومت۔ جب ان کا دور گزر گیا۔ پھر فاطمی حکومت قائم ہو گئی۔ فاطمیوں کے زوال پذیر ہونے پر انہی کی بنیادوں پہ ایوبی حکومت نے تعمیر جدید کی۔ جس طرح سے یہ سلسلہ ۶۵۲ھ تک لمبا ہوتا چلا گیا۔ ایوبی حکومت کے خاتمہ پر ایک نیا دور چلا۔ اور ایک نئی حکومت کی بنیاد ڈالی گئی جسے حکومت ممالیک کہتے ہیں۔ یعنی خاندان غلاماں سریر آرائے سلطنت ہو گیا۔ ۶۵۲ھ سے لے کر ۹۲۳ھ تک ممالیک کا دور دورہ رہا۔ اس کے بعد عربوں کے ہاتھوں سے سلطنت نکل کر ایک اور حکومت کے ہاتھوں میں منتقل ہو گئی۔ جو اگرچہ عرب نہیں تھے۔ لیکن رسول عربی کی غلامی میں اپنا فخر محسوس کرتے تھے۔ اس سے میری مراد ترک ہیں

ترکی حکومت

۹۲۳ھ میں ترکوں نے مصر کو فتح کر لیا۔ اور دولت عثمانیہ کا ایک جزو بنا لیا۔ ترکوں کا ہمیشہ سے یہ دستور رہا کہ وہ ہمیشہ ایک گورنر مقرر کر کے مصر بھیجا کرتے تھے۔ اور جب ضرورت پڑتی تھی اسے تبدیل کر دیا کرتے تھے اور اس کی جگہ اور بھیج دیا کرتے تھے۔ سلطان سلیمان ثانی کے زمانے میں یہ ہوا کہ ہر سال ایک نیا گورنر بنا کر بھیجا جانے لگا۔ یہ گورنر ایسی کوشش میں لگے رہتے تھے۔ کہ کسی نہ کسی طرح سے وہ بڑی ثروت ایک ہی سال میں جمع کر لیں۔ اس لئے خود تو وہ دولت جمع کرنے کی فکر میں لگے رہتے۔ اور حکومت ان امرا کے ہاتھ میں چھوڑ دیتے جو ممالیک کے نام سے مشہور تھے۔ ان ممالیک کی طاقت اگرچہ ترکوں کے آنے سے ٹوٹ چکی تھی۔ مگر ان دولت پرست گورنروں نے پھر انہیں موقع دے دیا۔ کہ وہ آہستہ آہستہ طاقت پکڑ جائیں۔ سلطان مصطفیٰ ثالث کے زمانہ میں ٹرکی کی اندرونی پیچیدگیوں کی وجہ سے ان گورنروں کی آمد رک گئی۔ اور ممالیک ہی دوبارہ سیاہ و سفید کے مالک ہو گئے۔ ممالیک نے مصر میں سخت خانہ جنگی پیدا کر دی۔ ظلم و جور کے دریا بہا دیئے اور قاہرہ کی گلیوں کو خون سے سیراب کر دیا۔ علی بے الکبیر ممالیک میں اس پرچھاگردی کے زمانہ میں ایک شخص پیدا ہوا۔ جو علی بے الکبیر کے نام سے مشہور ہوا۔ اس نے آہستہ آہستہ قوت پکڑ لی۔ اور فوضوی حکومت کو دور کر کے ایک دفعہ قاہرہ میں پھر امن قائم کر دیا۔ اور تمام ایسے لوگوں کو جو کہ جگہ جگہ اپنی گڑھیاں اور قلعے بنا کر بیٹھے تھے کچل دیا۔ علی بے کے دشمنوں کو اس کے سوا کوئی چارہ نہ معلوم ہوا کہ وہ سوئی ہوئی ٹرکی کے خمار آلودہ بادشاہ مصطفیٰ ثالث کو جگائیں۔ اور اس سے اظہار ہمدردی کرتے ہوئے ترکوں کی حکومت کو از سر نو مصر میں قائم کرنے کی کوشش کریں۔ مصطفیٰ پاشا ثالث کو بیدار کرنے کے لئے ایک مزید منصوبہ بھی تجویز کیا گیا۔ اور وہ یہ کہ اسے کہا گیا کہ علی بے نہ صرف یہ ترکوں کا دشمن ہے بلکہ دوستوں کی مدد سے ایک آزاد حکومت قائم کرنی چاہتا ہے۔ سلطان نے اسی وقت ایک خاص شخص کو مقرر کیا کہ وہ مصر میں جائے اور علی بے کو قتل کر دے۔ علی بے کو جب یہ معلوم ہوا کہ سلطان مصطفیٰ اس کے دشمن ہو گئے ہیں۔ تو اس نے آزادی مصر کا اعلان کر دیا۔ اور ایک آزاد حکمران کی حیثیت سے ۱۱۸۰ھ میں حکمرانی کرنے لگ گیا۔ اس نے اپنے زمانہ میں ٹیکسوں کو کم کر دیا۔ اور اپنا سکہ جاری کر دیا۔ ملک میں فارغ البالی اور مرفع الحالی کو پیدا کر دیا اس کے بعد اس کا بیٹا ابو ذہب بادشاہ ہوا۔ اور اس کے مرنے پر ابراہیم بے اور مراد بے نے متفقہ حکومت کی۔ مگر انہوں نے ظلم اور لوٹ مار میں ایسی افراط کی کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔ نہ صرف یہ کہ ملک میں شور پڑ گیا بلکہ غیر ملکیوں اور غیر ملکوں کی قونصلوں نے سلطان ٹرکی کے پاس متعدد شکایتیں بھیجیں۔ مگر کوئی شنوائی نہ ہوئی۔ تب فرانس کے نہایت مدبر اور ہوشیار قونصل موسیو میگلون نے اپنی حکومت فرانس کو مصر کی داخلی اور خارجی پوزیشن کی اطلاع دی۔ اس کی رپورٹ نے بیدار فرانس کو کسی مزید انتظار کا موقعہ نہ دیا۔ بلکہ ۱۲۱۳ھ میں جنرل نپولین بوناپارٹ اسکندریہ کی بندرگاہ پر اتر آیا۔ اور بغیر کسی مزاحمت کے سکندریہ کی بندرگاہ پر

فرانس کا جھنڈا گاڑ دیا۔ نپولین نے قاہرہ کا رُخ کیا۔ مغرور اور ظالم بادشاہ مراد بے رحمانیہ میں اپنی فوج لے کر آیا نپولین کی فوج سے ظالم مراد بے کی شکستہ دل فوج کی لڑائی ہوئی۔ ایسی لڑائی میں سوائے شکست کے اور کیا چارہ ہو سکتا تھا۔ مراد نے اپنی کامیابی اسی میں سمجھی۔ کہ فوج کو کٹوا کر خود دوڑ جائے۔ اور جلد ہی دوسری فوج نے کرشتیل کے مقام پر جو قاہرہ سے قریب ہی ایک مشہور و معروف قصبہ امبابہ کے پاس ایک جنگ لڑی۔ اس جنگ نے مراد بے کی باقی قوت کا خاتمہ کر دیا۔ اور وہ اپنے مقتولوں کی لاشیں چھوڑ کر خود صعید کی طرف بھاگ گیا۔ فاتح نپولین قاہرہ کے ایک حصے صالحیہ کی طرف آیا۔ جہاں ابراہیم بے فوج لے کر پڑا ہوا تھا۔ مگر ابراہیم بے بھی میدان جنگ میں ٹھہر نہ رہ سکا۔ اور شام کی طرف بھاگ گیا۔ اس طرح جنرل نپولین بانپارٹ کا قبضہ قاہرہ پر ہو گیا۔

فرانسیسیوں نے قاہرہ میں داخل ہو کر لوٹ مار کی بھاری جرمانے اور تاوان رعایا پر لگائے۔ مگر مصریوں نے جرمانے اور تاوان ادا کرنے سے انکار کر دیا۔ تب نپولین نے مقطم پہاڑی قلعے پر نیا توپ خانہ قائم کیا۔ اور قاہرے پر جو پہاڑ کی نشیب میں واقع تھا گولہ باری کی اور اس طرح خوبصورت قاہرہ کو تباہ کر دیا۔ فوج نے قاہرہ میں داخل ہو کر مستورات کی عزت کو لوٹا۔ مردوں بچوں کا قتل کیا۔ حتیٰ کہ قاہرہ میں تیرہ علماء بھی قتل کر دیئے گئے۔ مسلمانوں کی مشہور جامع ازہر میں فرانسیسی سوار گھوڑوں سمیت داخل ہو گئے۔ طالبعلموں کی الماریوں کو توڑ دیا گیا۔ اور ازہر کے کتب خانہ کو لوٹ لیا۔ نپولین قاہرہ کے ایک مشہور حصے میں جو ازبکیہ کے نام سے مشہور ہے محمد بے الالفی کے مکان پر ٹھہرا۔ تب ترکی حکومت کی آنکھیں کھلیں۔ اور سلطان کی طرف سے احمد پاشا جزار کے گورنر کے نام حکم جاری ہوا۔ کہ وہ ایک فوج لے کر مصر جائے۔ اور مصر کو فرانسیسی حکومت سے آزاد کرائے نپولین کو جب اس کا علم ہوا۔ تو اس نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ شام کو بھی فتح کرے۔ مگر مدبرین برطانیہ اپنی دوربین نگاہوں کے ساتھ فرانس کے اس اقدام کو دیکھ رہے تھے۔ اس لئے وہ فوراً ترکی کے حلیف بن گئے۔ انگریزی بیڑہ سمندر میں آ کر موجود ہو گیا گرمی کا موسم تھا۔ پانی کی قلت تھی۔ پہاڑی علاقہ تھا۔ پہاڑی قلعوں سے ترک گولہ باری کرتے تھے۔ اور سمندر سے انگریزی بیڑا گولہ برساتا تھا۔ نپولین کی فوج ان مشکلات کا مقابلہ نہ کر سکی اور پسپا ہو گئی۔ نپولین کے واپس آتے ہی ترکی لشکر ابو قیر میں اتر پڑا۔ مگر یہاں ترکی فوج کو خطرناک شکست کھانی پڑی۔ اور اس کے بعد نپولین پورے طور پر مصر پر قابض ہو گیا۔ لیکن اللہ تعالےٰ کو یہ منظور نہ تھا کہ اسلامی مصر پر استعمار فرانس کا جھنڈا لہرائے اس لئے فرانس کی اندرونی فضا اس قدر خراب ہو گئی

کہ نپولین کے لئے امن کا سانس لینا ناممکن ہو گیا۔ فرانس نے اپنے بہادر جرنیل کو ان تکلیف دہ گھڑیوں میں یاد کیا۔ اس لئے نپولین مصر کے حالات کو ادھورا چھوڑ کر مصر کی گورنری اور کمانڈری پر جنرل کلیبر کو مامور کر کے فرانس واپس چلا گیا۔ جنرل کلیبر نے جلد ہی یہ سمجھ لیا کہ مصر میں فرانسیسی حکومت قائم نہیں رہ سکتی۔ اس نے یوسف پاشا صدر اعظم سے مخابرات کا باب کھولا۔ اور مفاوضات کے لئے دونوں حکومتوں کی طرف سے دو نمائندے مقرر کرا دیئے۔ اس گفت و شنید کا نتیجہ یہ ہوا کہ تین ماہ تک فرانسیسی فوج مصر سے نکل جائے گی۔ اور اس اخراج کے مصارف ترکی حکومت کو برداشت کرنے پڑیں گے مگر انگریزی پارلیمنٹ نے اس معاہدے کی تصدیق نہ کی۔ اُس ترکی فوج نے نہ فرانسیسی فوج کو نکلنے کے لئے کہا۔ اور نہ فرانسیسی فوجیں وہاں سے نکلیں لیکن اندر ہی اندر سازشوں کا جال ملک میں بچھ گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ سلیمان حلبی نے جنرل کلیبر کے سینے میں خنجر مار کر ہلاک کر دیا۔ جنرل کلیبر کی لاش فرانس پہنچائی گئی۔ اور فرانس سے جنرل مینو نیا گورنر مقرر ہوا۔ جس نے دوبارہ پہلے معاہدے کی تکمیل کی۔ اور یہ ۱۲۱۴ھ کا واقعہ ہے۔ چنانچہ ۱۲۱۶ھ میں انگریزی جہاز فرانسیسی فوج کو مصر سے نکال کر لے گئے۔ اس طرح سے مصر میں دوبارہ ترکی حکومت قائم ہو گئی اور گورنر آنے لگے

۱۲۲۵ھ

اس سال محمد علی پاشا مصر کے گورنر بنائے گئے۔

محمد علی پاشا قولہ کا باشندہ تھا جس کا باپ بچپن میں ہی اسے یتیم چھوڑ کر مر گیا تھا۔ جوان ہو کر وہ فوج میں بھرتی ہوا۔ اور ۱۲۱۵ھ میں جبکہ ترکی فوج نپولین سے لڑنے کے لئے آئی۔ تو علی آغا کے ماتحت قولہ سے تین سو سوار بھیجے گئے۔ محمد علی پاشا اس فوج میں اسسٹنٹ کمان تھا۔ ابو قیر کے مقام پر نپولین کے ساتھ مڈبھیڑ ہوئی۔ اور ترکی فوج کو شکست ہوئی۔ لیکن محمد علی پاشا کے شجاعانہ کاموں کی وجہ سے فوج کی واپسی پر اسے بک باشی بنا دیا گیا۔ یعنی میجر کے عہدے پر فائز کیا گیا اور جب خسرو پاشا مصر کا گورنر بن کر آیا۔ تو محمد علی پاشا اس کے ساتھ فوجی افسر بن کر آیا۔ کچھ عرصے کے بعد خسرو پاشا اور افسران فوج کے درمیان اختلاف شروع ہو گیا۔ یہ اختلاف فوجی مرتبات کے متعلق تھا۔ یہ اختلاف اس قدر لمبا ہوا کہ خسرو پاشا کو معزول ہونا پڑا۔

خسرو پاشا کے بعد طاہر پاشا گورنر بنائے گئے۔ مگر وہ بھی امن کو قائم نہ کر سکے اور قتل کر دیئے گئے۔

اس کے بعد احمد پاشا جو ایک فوجی افسر تھے گورنر بنا دیئے گئے۔ مگر محمد علی پاشا نے اس کی اطاعت سے انکار کر دیا۔ ارناؤطی سپاہی محمد علی کے ساتھ ملے ہوئے تھے۔ انہوں نے یورش کر کے قلعہ پر قبضہ کر لیا

بغاوت بہت بڑھ گئی۔ بالآخر احمد پاشا کو مدینہ منورہ بھاگنا پڑا۔ تب حکومت عثمانیہ نے علی پاشا جزائرلی کو گورنر بنا کر بھیجا۔ مگر اس فتنہ کو وہ بھی نہ دبا سکا۔ اور باغیوں کے ہاتھوں دس دن کے اندر بلبیس کے طرف نکال دیا گیا۔ اور جہاں اسے گولی سے مار دیا گیا۔ مصر کی حالت سخت مضطربانہ تھی۔ اور امن بالکل اٹھ گیا تھا۔ کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوتی تھی۔ تب حکومت نے ابراہیم بے کو گورنر مقرر کیا۔ اس نے ملک پر بڑے بڑے سنگین تاوان لگائے۔ مگر وہ تاوان معاون امن نہ ہوئے بلکہ موجب فتنہ و فساد ہوئے۔ تب محمد علی پاشا نے اپنی قوت کے مظاہرے کے لئے کوشش کر کے امن قائم کرا دیا۔ مگر جلد پھر بغاوت ہوئی۔ اور باغیوں نے ابراہیم بے کا گھر لوٹ لیا۔ اور اسے قتل کرنا چاہا۔ مگر وہ بچ کر بھاگ گیا۔

تب اس کے جانے کے بعد محمد علی پاشا نے لوگوں سے مل کر احمد پاشا خورشید کو گورنر بنا لیا۔ مگر چند دنوں کے بعد احمد پاشا اور محمد علی پاشا کے درمیان کسی بات پر اختلاف ہو گیا۔ چونکہ محمد علی پاشا فوج کا بڑا ماہر و لعزیز افسر تھا۔ اس لئے فوج میں پھر بغاوت ہو گئی۔ اور خورشید پاشا معزول کر دیا گیا۔ خورشید پاشا کی معزولی پر پبلک نے کسی بڑے آدمی کو گورنر بنانا منظور نہ کیا۔ اور سب نے متفقہ طور پر محمد علی پاشا سے درخواست کی کہ وہ گورنر بننا منظور کر لیں۔ چنانچہ ایک طرف ملک نے مجبور کر کے ان کو گورنر بنا لیا۔ اور دوسری طرف دربار عثمانی سے بھی منظوری منگوا لی۔

ان واقعات سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ترکی حکومت اندر ہی اندر مضمحل ہو رہی تھی۔ اور ملک کی بدامنی بڑھ رہی تھی۔ اس بدامنی کی حالت میں محمد علی پاشا کی گورنری مصر جدید کا بنیادی پتھر ثابت ہوئی۔ انگریزی قوم اس زمانے سے ہی اپنی دوربین نگاہ سے دیکھ رہی تھی کہ مصر سیاسی دنیا میں ایک قیمتی مرکز ہے۔ اس لئے ان کی خواہش تھی کہ مصر پر ان کا قبضہ ہو جائے۔ چنانچہ اسی وجہ سے وقتاً فوقتاً وہ مصری معاملات میں دخل دیتے رہتے تھے۔ محمد علی پاشا کے زمانہ میں انگریزوں کو ایک دفعہ ایک اچھا موقعہ ملا۔ اور وہ یوں کہ محمد بے الالفی نے انگریزی قوم سے ساز باز کیا۔ اور کہا کہ اگر تم کوشش کر کے مجھے مصر کے گورنر مقرر کرا دو۔ تو میں تم کو مصر کا ساحلی علاقہ دیدوں گا حکومت برطانیہ نے سلطان ترکی سے زبردست سفارش کی اور کہا کہ آپ ممالیک کی حکومت مصر میں دوبارہ قائم کر دیں تو ہم اس امر کے ذمہ وار ہو جائیں گے کہ جو مصر سے ٹیکسیز آپ وصول کرتے ہیں اس کے ذمہ وار ہم خود ہو جائیں گے۔ سلطان ترکی نے اسے قبول کر لیا۔ اور اس غرض کی تکمیل کے لئے ۱۲۴۱ھ میں

موسیٰ پاشا گورنر سالونیکا کے ماتحت ایک جنگی بیڑا روانہ کیا۔ تاکہ محمد بے الاسفی کے مشروع کو نافذ کیا جائے۔ مگر محمد علی پاشا بڑا ہوشیار تھا۔ اس نے علماء اور مشائخ کو پہلے دن سے ہی اپنے ہاتھ میں کر لیا تھا۔ اس لئے علماء نے ایک محضر نامہ لکھ کر بھیجا جس میں ان نقصانات کی تفصیل دی گئی تھی جو ممالیک کے ہاتھوں سے پہنچے تھے۔ اور محمد علی پاشا کو گورنری کے عہدے پر باقی رکھنے کی درخواست کی گئی تھی۔ محمد علی پاشا نے موسیٰ پاشا کو چارج نہ دیا۔ دونوں طرف کی فوجیں کبھی کبھی جنگ بھی کرتی رہیں۔ محمد بے الاسفی بحیرہ کی طرف فوج ڈالے پڑا تھا تاکہ انگریزی سفیر کو گھڑی گھڑی کی اطلاع دے سکے۔ عثمان بے بردیسی۔ اور ابراہیم بے صعید کی طرف پڑے ہوئے تھے۔ دو مہینے اسی قسم کی کشمکش میں گذر گئے۔ دو ماہ کے بعد ایک جدید فرمان جاری ہوا۔ جس میں محمد علی پاشا کی گورنری کی پھر تصدیق کی گئی۔ اور محمد بے الاسفی کے پروگرام کو ناکامی ہوئی۔ اسی سال عثمان بردیسی اور محمد بے اسفی یکے بعد دیگرے مر گئے۔ ان کی موت نے محمد علی کے رستہ بالکل صاف کر دیا۔ اور اس طرح انگریزوں کو بھی اپنے خیال میں ناکامی ہوئی۔

انگریزوں کو دراصل یہ دوسری ناکامی تھی۔ ایک جبکہ فرانسیسیوں کو مصر سے نکالا گیا تھا۔ دوسرے محمد بے اسفی کی ناکامی کے ساتھ۔ تب ۱۲۲۲ھ میں انگریزوں نے ایک جنگی بیڑا جنرل فریزر کے زیر کمان سکندریہ کی بندرگاہ کی طرف بھیجا۔ جو بغیر کسی مزاحمت کے اسکندریہ کی بندرگاہ پر قابض ہو گیا۔ اور وہاں سے رشید کی طرف بڑھا۔ ارناؤطی سپاہی رشید کے میدان میں نکلے۔ جنرل فریزر کو شکست ہوئی۔ فریزر اپنی فوج کو واپس لے گیا۔ اور محمد علی پاشا سے صلح کر لی گئی۔

اب محمد علی پاشا کے رستے میں کوئی کانٹا نہ تھا۔ محمد علی اگرچہ ان پڑھ تھا۔ مگر بڑا جہاندیدہ اور تجربہ کار آدمی تھا۔ اس نے سب سے پہلے اپنے ملک کے داخلی انتظام کی طرف توجہ کی۔ ناکارہ جہازوں کو کارآمد بنانے کے لئے کارخانہ کھول دیا۔ اور ملک کے بچوں کی تعلیم کے لئے مدارس کھول دیئے گئے۔ فوجی ٹریننگ کا اہتمام کیا۔ ترکی ٹوپی اور کپڑا بننے کے کارخانے لٹھا اور چھینٹ بنانے کے کارخانے کھول دیئے گئے اور ملکی کاریگروں کی بڑی حوصلہ افزائی کی گئی۔ نیل پر پل بنائے گئے۔ بہت سی مساجد اور تکیے اور قلعے بنائے گئے۔ الغرض محمد علی پاشا کے زمانہ میں فارغ البالی عام ہو گئی۔ یا فارغ البالی کا دور دورہ ہو گیا۔ اور تجارت اور تعلیم کی طرف لوگ متوجہ ہو گئے۔ لوگوں میں ایک نئی زندگی کی روح کا آغاز ہو گیا۔ محمد علی پاشا نے ڈیلٹائے نیل پر قناطر الخیریہ کے مقام پر شاندار پل بنائے۔ اور ملک کو ضلعوں اور تحصیلوں اور علاقوں میں تقسیم کر دیا۔ زرعی۔ صناعی۔ تجارتی امور کی اصلاح کے لئے محکمے قائم کر دیئے۔ فوج کو جدید فنون جنگ سے آگاہ کیا۔ آبپاشی کے لئے نہریں نکالیں جن میں سے مشہور نہر محمودیہ ہے۔ اس طرح محمد علی پاشا کے زمانہ سے ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔ اور جدید مصری تمدن کی بنیاد پڑی۔

مُمالیک کا قتلِ عام

باوجود اس کے محمد علی پاشا کا رنگ جم چکا تھا۔ مگر وہ ممالیک سے سخت خوف زدہ تھا۔ وہ ملک کی بڑی بڑی جائیدادوں پر قابض تھے۔ اور وہی مصر کے رؤسا سمجھے جاتے تھے۔ ۱۲۲۶ھ میں وہابی حجاز پر قابض ہو گئے۔ اور ان کا یہ اثر بصرے اور دمشق تک بڑھ گیا۔ تب سلطان محمود ثانی نے محمد علی پاشا کو حکم دیا کہ وہابیوں کو حجاز سے نکال دے۔ محمد علی کو خوف پیدا ہوا کہ اگر میں ملک سے باہر گیا تو ممالیک ملک پر قابض ہو جائیں گے۔ اس لئے اس نے حجاز جانے سے قبل ممالیک کو ختم کر دینے کا ارادہ کر لیا۔ اس غرض کے لئے انہوں نے ایک خطرناک خونی منصوبہ سوچا۔ اور اعلان کیا کہ وہ اپنے بیٹے طوسون پاشا کو فوج کا کمانڈر بنا کر حجاز بھیجنے والا ہے۔ اور فلاں وقت اس خوشی میں ایک جلوس نکالا جائے گا جو قلعے سے نکل کر شہر کے مختلف حصوں میں جائے گا اس لئے تمام امراء و رؤسا اعلیٰ درجہ کے لباس پہن کر اس جلوس میں شامل ہوں۔ ممالیک کو خاص طور پر اس جلوس میں شامل ہونے کے لئے کہا گیا۔ چنانچہ یہ لوگ بڑے بڑے قیمتی کپڑے پہن کر نوکر چاکر اور خدم و حشم کو ساتھ لے کر آ گئے۔ اور محمد علی پاشا کو صباح الخیر کہی۔ پاشائے موصوف ان لوگوں سے بڑے تپاک سے ملا اور ہنس ہنس کر باتیں کرتا رہا۔ قہوہ منگایا گیا۔ اور ان کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ پھر ان کو جلوس میں شامل ہونے کے لئے تیاری کا حکم دیا۔ قلعہ ایک پہاڑی پر واقعہ ہے جس کی مختلف سطحیں ہیں۔ محمد علی پاشا کا محل قلعے میں سب سے اونچی جگہ ہے۔ نیچے سے اوپر جانے والوں کو چڑھائی چڑھنی پڑتی ہے۔ اور اوپر سے نیچے آنے والوں کے لئے ڈھلوان راستہ اوپر سے نیچے کو آتا ہے۔ اس کے دونو طرف بلند پہاڑیاں اور باریک سی بنی ہوئی ہیں۔ جن کے درمیان سے ایک سڑک سی گذرتی چلی جاتی ہے جب جلوس اوپر سے نیچے کو آ رہا تھا۔ اور ایک حصہ جس کا بچانا مقصود تھا۔ دروازے سے گذر چکا تھا۔ تو یکدم قلعے کے تمام دروازے بند ہو گئے۔ اور نیچے دروازے کی طرف اور اوپر پہاڑی کی طرف یکدم گولی برسنے لگ گئی۔ امرائے ممالیک اس حالت کو دیکھ کر حیران ہو گئے۔ اور سکتے کی سی حالت طاری ہو گئی۔ بعض نے اپنے قیمتی کپڑے اتار کر پھینک دیئے اور تلوار سونت لی۔ اور ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ اور اس مقابلہ میں مارے گئے۔ اس وقت ایسے لوگ بھی تھے جو بڑے بڑے ممالیک کی گردنیں کاٹ کر محمد علی پاشا کے پاس لے جا رہے تھے کہ انعام حاصل کریں۔ سینکڑوں آدمی آن واحد میں قتل کر دیئے گئے قتل اس طرح سے تھا کہ کسی کی تمیز ہی نہ رہی کہ وہ کون ہے قلعہ کے باہر گلی کوچوں میں لوٹ مار شروع ہو گئی۔ اور دہشت اور بربریت اس حد تک پہنچ گئی کہ عورتوں کے ہاتھوں سے زیور اتارنے کے لئے ان کے ہاتھ کاٹ دیئے گئے قلعے میں جو لوگ ادھر ادھر بھاگ کر بچ گئے تھے ان کو گرفتار کر کے ایک جگہ جمع کر کے ان کی گردن مار دی گئی۔ اسی پر بس نہ کی گئی بلکہ تمام ملک میں ممالیک کے قتل کا حکم دے دیا گیا۔ اور اس طرح ممالیک کی صف الٹ دی گئی۔ جتنا عرصہ ممالیک قتل ہوتے رہے محمد علی پاشا زنانخانہ میں بیٹھا رہا۔ تاکہ کوئی قسم کی فریاد نہ کر سکے۔ میں اس واقعہ قتل کے متعلق کچھ کہنا نہیں چاہتا۔ ممالیک کے محلات کے بعض حصے دار الآثار میں ان کے اعلیٰ تمدن کا اظہار کر رہے ہیں۔ اور ان کے زمانہ کی مساجد اور مقابر ان کی ثروت و دولت کا نوحہ کر رہی ہیں امریکہ تک کے سیاح آ کر ممالیک کی قبریں دیکھے بغیر جانا پسند نہیں کرتے۔ یہ لوگ ہزارہا کی تعداد میں تھے۔ قیمتی زربفت کے جُبے اور دستار کے ملابس پہن کر جب خدم حشم کے ساتھ قیمتی گدھوں یا گھوڑوں پر سوار ہو کر قاہرہ کی گلیوں میں نکلتے تھے تو دیکھنے والے بڈھے بیان کرتے ہیں کہ ایک عجیب منظر پیدا ہو جاتا تھا۔

الغرض جب محمد علی پاشا نے اس دشمن کو جو کانٹے کی طرح اس کے حلق میں اٹکا رہتا تھا صاف کر دیا تب طوسون پاشا کو فوج دے کر حجاز بھیجا گیا۔ جس نے سعودی فوج کو مدینہ۔ مکہ۔ جدہ اور طائف سے نکال دیا۔ مگر سعود نے دوبارہ حملہ کیا۔ اور مصری فوج کو شکست دی۔ مدینہ اور مکہ کے درمیان مواصلات بند کر دی۔ سعودی لشکر درمیان میں حائل ہو گیا۔ تب محمد علی پاشا خود فوج لے کر حجاز کی طرف گیا۔ اور محمد بے لاظ اوغلی کو اپنا نائب مقرر کر گیا (اللہ تعالیٰ کے فضل کی بات ہے کہ اس محمد بے لاظ اوغلی کا ایک پوتا اللہ کے فضل سے اس سلسلہ میں داخل ہے۔ اور اس کا نام احمد علی آفندی ہے) سعود تھا فائر گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا عبد اللہ جانشین ہوا۔ وہ اپنے باپ کی طرح قابل نہ تھا۔ اور محمد علی پاشا نے دوبارہ فتح حاصل کر لی۔ محمد علی پاشا کا خیال تھا کہ وہ تمام حجاز کو سعودی فوج سے خالی کرا دے۔ مگر محمد بے لاظ اوغلی نے محمد علی پاشا کو مصر سے اطلاع دی کہ اسے فوراً واپس آ جانا چاہئے۔ اس کا سبب

یہ تھا کہ جب محمد علی پاشا حجاز میں سلطان ٹرکی کے لئے لڑ رہا تھا۔ تو سلطان نے محمد علی پاشا کو معزول کر دیا۔ اور اس کی جگہ لطیف پاشا کو گورنر بنا کر بھیجا گیا۔ مگر محمد بے لاز اوغلی نے لطیف پاشا کو گرفتار کرا کے قتل کرا دیا۔ اور محمد علی پاشا کو فوراً واپس آنے کی اطلاع دی۔ محمد علی پاشا طوسون پاشا کو عبد اللہ بن سعود سے معاہدہ کا اختیار دے کر واپس آ گیا۔ مگر عبد اللہ بن سعود نے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد معاہدہ کی خلاف ورزی کی۔ اور محمد علی پاشا نے اپنے بڑے بیٹے ابراہیم پاشا کو حجاز میں دوبارہ بھیجا۔ جو عبد اللہ کو گرفتار کر کے لے آیا۔ اور اسے مصر سے قسطنطنیہ بھیجا گیا۔ جہاں میدان ایوموفیہ میں اس کی گردن مار دی گئی۔ اس طرح حجاز مصر کے ماتحت ہو گیا۔ مگر محمد علی پاشا نے اسے فتح کر کے ترکوں کے حوالہ کر دیا۔

محمد علی پاشا کا ایک بیٹا اسمٰعیل پاشا تھا جسے اس نے سوڈان فتح کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ اس نے تھوڑا سا حصہ فتح کیا۔ مگر سندھی مقام پر وہ جل کر مر گیا۔

محمد علی پاشا نے ابراہیم پاشا کو جزیرہ کریٹ کو فتح کرنے کے لئے بھیجا جو اس نے فتح کر لیا۔ اس کے بعد وہ یونان کی فتح کے لئے بڑھا۔ مگر فرانس انگلستان اور روس کی مخالفت کی وجہ سے فتح کے خیال سے رکنا پڑا۔

۱۲۴۷ھ میں ابراہیم پاشا شام کی فتح کے لئے گیا۔ اور شام کو فتح کر لیا۔ اس طرح سے محمد علی پاشا کے ذریعہ مصری حکومت کے جھنڈے حجاز، شام فلسطین، سوڈان اور جزیرہ کریٹ تک لہرانے لگے۔ یہ وہ چیز تھی جس نے مفتوح اور غلام قوم کے اندر جذبہ حریت پیدا کر کے فاتحانہ انداز پیدا کر دیے تھے آٹھ سال تک شام پر مصری پھریرا لہراتا رہا۔ ۱۲۵۵ھ میں سلطان عبد الحمید نے شام کی حکومت محمد علی پاشا سے حاصل کر لی۔ اور اس کے بدلے میں یہ فیصلہ دیا کہ آئندہ مصری حکومت محمد علی پاشا کے خاندان میں نسلاً بعد نسلاً چلتی رہیگی اور علی العموم سب سے بڑا بیٹا ولی عہد سلطنت ہو کر بادشاہ ہوا کرے گا۔

اس طرح قوالہ کا یتیم لڑکا سپاہی۔ ایک معمولی سپاہی سے ترقی کرتے ہوئے یک باشی بن گیا۔ اور یک باشی سے ترقی کرتے ہوئے مصر کا گورنر۔ اور گورنر سے بڑھ کر مطلق العنان بادشاہ بن گیا۔

الغرض ۱۲۵۵ھ میں مصر میں ایک عہد سلطنت کا آغاز ہوا۔ اور اسی آغاز سے مصر جدید کی بنیاد پڑی۔ محمد علی پاشا نے ۱۲۶۴ھ میں اپنے بیٹے ابراہیم پاشا کو اپنی زندگی میں مصر کی سلطنت عطا کر دی۔ مگر اس کی عمر نے وفا نہ کی اور وہ اسی سال مر گیا۔ ابراہیم پاشا اپنی بہادری اور شجاعت کی داستانوں کے ساتھ امام شافعی کے جوار میں مدفون ہو گیا۔ چونکہ ابراہیم پاشا کا کوئی بیٹا لائق اور قابل نہ تھا۔ اس لئے اس کی جگہ اس کا بھتیجا عباس اول تخت نشین کیا گیا۔

۱۲۶۵ھ میں محمد علی پاشا کوس اسرہ علویہ سکندریہ میں فوت ہو گیا۔ وہاں سے اس کی لاش قاہرہ میں لائی گئی اور قلعہ میں دفن کیا گیا۔

اب میں اس وقت تک جو بادشاہ گذرے ہیں چند چند سطروں میں ان کا ذکر کر کے اس نئے موضوع کی طرف آؤں گا۔ جو اس عنوان کے ماتحت مجھے بیان کرنا ہے

عباس پاشا اول

یہ شخص اپنے دادا کے نقش قدم پر چلا۔ اس نے مصریوں کے امن و راحت کے سامان مہیا کئے۔ قاہرہ اور سکندریہ کے درمیان پہلی ریلوے لائن جاری کی اور تار کا محکمہ قائم کیا۔ اور ۱۲۷۰ھ میں بنہا کے محل میں فوت ہو گیا۔ اور قاہرے میں دفن ہوا۔

محمد سعید پاشا

عباس کے مرنے کے بعد محمد علی پاشا کا بیٹا محمد سعید پاشا تخت نشین ہوا۔ اس نے متعدد ریلوے لائنیں بنائیں اس نے پورٹ سعید کا شہر آباد کیا۔ بحر ابیض اور بحر احمر کو ملانے کے لئے سب سے پہلے اسی نے پروگرام بنایا تھا۔ اس کا زمانہ بھی بڑی خیر و خوبی سے گذر گیا۔ ۱۲۷۹ھ میں سعید پاشا اسکندریہ میں فوت ہو گیا۔ اس وقت ٹرکی کا بادشاہ سلطان عبد العزیز تھا۔

اسماعیل پاشا

سعید پاشا کی وفات کے بعد اسمٰعیل پاشا ابن محمد علی پاشا تخت نشین ہوا۔ اس کے بلند ارادے اور اس کا اسراف اس کے راستے میں روک ہو گیا۔ موجودہ مصر کی تمام تحریکات اس کے اسراف کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی مشکلات اور مصائب کے نتیجہ میں رونما ہوئیں۔ یہ شخص بڑا وجیہ اور خوبصورت تھا۔ وہ مصر کو یورپ کا ہم پلہ بنا دینے کا متمنی تھا۔ موجودہ تفریح اسی کے سبب سے مصر میں آیا۔ کہا جاتا ہے کہ اسماعیل پاشا کہا کرتا تھا۔ کہ مصر یورپ کا ایک حصہ ہے نہ کہ افریقہ کا۔ اور یہ بھی مشہور ہے کہ مصری فلاحین کی نسل کو خوبصورت بنانے کے لئے تیس ہزار چرکسی خوبصورت لونڈیاں ملک کے طول و عرض میں تقسیم کی تھیں۔ انگریزی مدبرین اسی کے زمانے میں مصر میں داخل ہوئے۔ اس لئے اسمٰعیل پاشا کے دور حکومت کا مفصل تذکرہ کسی دوسری مجلس میں ہم کریں گے۔ مختصر اس قدر کہتے ہیں کہ یہی وہ شخص ہے کہ جس نے بحر احمر کو سویز کنال کے ذریعہ بحر ابیض سے ملا دیا۔

۱۲۸۶ھ میں کینال کا افتتاح کیا گیا جس میں یورپ کے اکثر بادشاہ اور امراء شریک ہوئے۔ شہر اسماعیلیہ کو اسی نے آباد کیا۔ قاہرے میں پیرس کے اوپیرا تھیٹر کے مقابل اوپرا قائم کیا۔ اہرامات مصر تک سڑک قائم کی۔ سوڈان تک محکمہ تار کو وسیع کیا۔ ابراہیمیہ اور اسماعیلیہ دو نہریں کھدوائیں۔ مصر کا مشہور و معروف محل قصر النیل نامی تعمیر کرا دیا۔ منبع نیل دریافت کرنے کے لئے بیکر پاشا کا وفد بھیجا۔ امتیازات اجنبی کو تسلیم کرتے ہوئے محکمہ مختلط کی بنیاد رکھی۔ پارلیمنٹ بنائی۔ قاہرہ اور اسکندریہ میں نئی سڑکیں اور نئے میدان قائم کیا۔ سڑکوں پر روشنی کا انتظام کیا۔ حبشہ فتح کرنے کے لئے فوج بھیجی۔ مگر شکست کھائی۔ اسماعیل پاشا پہلا شخص تھا جس نے سلطان عبد العزیز سلطان ٹرکی سے خدیو کا معزز لقب حاصل کیا۔ مگر حالات نے یاوری نہ کی۔ ۱۲۹۶ھ میں مطابق ۱۸۷۹ء اسماعیل پاشا معزول کر دیا گیا۔ اسماعیل پاشا کی معزولی کے بعد اس کا بیٹا توفیق پاشا تخت نشین ہوا۔ بیٹے کے ایام سلطنت میں اسماعیل اٹلی میں چلا گیا۔ اور وہاں سے قسطنطنیہ جہاں ۱۳۱۲ھ مطابق ۱۸۹۵ء میں فوت ہو گیا اس کی لاش مصر میں لائی گئی۔ اور مسجد رفاعی میں دفن کیا گیا۔

محمد توفیق پاشا

یہ شخص بہت نیک تھا۔ اس نے اپنے زمانے میں مصر کے قرضوں کی ادائیگی کے لئے ایک محکمہ بنایا جس کا نام صندوق الدین رکھا۔ مجلس النواب کا نام بدلکر مجلس شوریٰ رکھا۔ بہت سے مدرسے کھولے۔ اور تعلیمی وفود یورپ کو ارسال کئے۔ بہت سی نئی عدالتیں قائم کیں۔ ملک کے ٹیکس کم کئے۔ ٹیکسوں کی وصولی کے لئے قسطیں مقرر کیں۔ ملک کی سرسبزی اور شادابی بڑھانے کے لئے مزید نہریں بنوائیں۔ زراعی رستے قائم کئے۔ اسی کے زمانے میں انگریزی فوج مصر میں داخل ہو گئی ۱۳۰۹ھ میں مطابق ۱۸۹۲ء میں فوت ہو گیا۔

عباس پاشا حلمی

توفیق پاشا کے بعد خدیو عباس پاشا حلمی تخت نشین ہوئے۔ یہ مصریوں کا محبوب ترین بادشاہ تھا۔ قاہرہ کا موجودہ سٹیشن اسبابا کا قناطر، پل ابو قیر اور رمل اسکندریہ کے شاہی محلات انہوں نے بنوائے۔ سوڈان کی حکومت پر دوبارہ قبضہ کیا۔ قاہرہ اور اسکندریہ میں ٹریم چلوائی۔ مگر ایام جنگ میں انگریزوں سے اچھے تعلقات نہ رکھنے کی وجہ سے معزول ہو گئے اب تک ٹرکی میں زندہ موجود ہیں۔ دنیا کے مشہور مالداروں میں سے ایک شمار کئے جاتے ہیں۔ ان کا تذکرہ بھی آئندہ کسی دوسری مجلس میں مفصل طور پر آئے گا ان کی معزولی پر سلطنت کا مسئلہ پیچیدہ ہو گیا۔ مگر

الحکم کا خلافت نمبر

میں نے اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ کرکے یہ عزم کیا ہے کہ ۲۸ مئی ۳۷ء کو الحکم کا ایک خلافت نمبر شائع کروں۔ یہ نمبر انشاء اللہ ایک خاص شان کا نمبر ہوگا۔ اس نمبر میں کیا ہوگا؟ یہ نمبر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ۲۳ سالہ ترقیوں کی قلمی تصویر ہوگا۔ اور اپنے حجم طباعت۔ کتابت اور فہرست مضامین کے لحاظ سے انشاء اللہ ایسا نمبر ہوگا کہ الحکم کی گذشتہ تاریخ میں اس کی مثال نہ ملے گی۔ صفحات کے لحاظ سے کم و بیش سو صفحے کا ہوگا۔ متعدد فوٹو اور عکس اس کی شان کو دوبالا کر رہے ہوں گے۔ اس کی قیمت کا اعلان بعد میں کیا جائے گا۔ سردست جو جماعتیں یا افراد اس کی اشاعت میں حصہ لینا چاہیں وہ بواپسی بذریعہ کارڈ اطلاع دیں تاکہ اسی قدر تعداد میں چھپوایا جائے۔

یہ نمبر اس لحاظ سے کہ ہمارے سید و مولیٰ کی مقدس زندگی اور آپ کے عظیم الشان اعمال کا ایک مرقع ہوگا۔ اس قابل ہوگا کہ اسکی اشاعت ہندوستان کے کونہ کونہ میں کی جائے۔ تفصیلی اطلاعات بہت جلد شائع کی جائیں گی۔ دریافت طلب امور کیلئے مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں:۔ شیخ محمود احمد عرفانی ایڈیٹر الحکم

حسین پاشا کامل کے وجود نے اسے حل کر دیا۔ جو ان کے بعد تخت نشین کئے گئے اور دو سال بعد فوت ہو گئے۔ ان کی سلطنت کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ ان کے زمانے میں مصر پر انگریزی حمایت کا اعلان کر دیا گیا۔ اس طرح مصر کلیتاً کٹ کر انگریزی حمایت میں آگیا۔ ان کی وفات کے بعد احمد پاشا فواد تخت نشین ہوئے ان کے زمانے میں حیرت انگیز سیاسی انقلابات ہوئے ملک نے سعد پاشا زغلول جیسا فرزند پیدا کیا۔ وطن پرستوں نے غیر معمولی قربانیاں کیں۔ مصر کو آزادی نصیب ہوئی مصری سفیر اور قناصل غیر ممالک کو بھیجے گئے۔ اور پارلیمنٹیں قائم کی گئیں۔ ان کی سلطنت کے واقعات غیر معمولی ہیں۔ جو کسی اگلی مجلس میں بیان کئے جائیں گے۔ نہایت مدبر۔ دور اندیش۔ وضیع و وجیہہ بادشاہ تھا۔ یہ مصر کا پہلا بادشاہ جو جلالۃ الملک کے نام سے نامزد کیا گیا۔

۱۹۳۶ء میں آپ فوت ہو گئے۔ اور آپ کے بعد آپ کا بیٹا جلالۃ الملک فاروق الاول۔ سترہ سالہ خوبصورت وجیہہ۔ بہادر۔ ذی علم بادشاہ ہوا۔ جو اب سلطنت فرما رہے ہیں۔ یہ مختصر خاکہ ہے مصری سلاطین کی تاریخ کا۔ آئندہ مجلس میں اگر خدا نے توفیق دی اور صحت رہی تو مصر میں انگریزی سیادت اور اس کے دور کرنے کے لئے مصری قوم کے مجاہدات کا ہم تذکرہ کریں گے۔

وباللہ التوفیق

وصیّت

نمبر ۱۳۷۱ا

میں رشیدہ بیگم زوجہ منشی سبحان علی صاحب قوم راجپوت پیشہ امور خانہ داری عمر ۳۲ سال۔ تاریخ بیعت پیدائشی ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص تحصیل بٹالہ۔ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

۱۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی

۲۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کر لوں تو اس رقم یا اس جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی (۳) موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ مہر بذمہ خاوند ڈیڑھ صد روپیہ۔ زیور طلائی مالیتی تیس روپے۔ میزان ایک صد اسی روپے (۱۸۰) اس وقت میری کوئی اور جائیداد نہیں۔ اگر کوئی اور مجھے کہیں سے ہو تو اس کا بھی اقرار کرتی ہوں کہ اسکا دسواں حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل کیا کروں گی۔ والسلام۔ العبد۔ نشان انگوٹھا رشیدہ بیگم زوجہ منشی سبحان علی محلہ دار السعۃ قادیان۔

گواہ شد سبحان علی بقلم خود۔ گواہ شد سراج الدین بقلم خود